

مرتب و حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

خاندانی منصوبہ بندی

اور

افکار حکیم الامتہ امام ولی اللہ دہلوی

حضرت مولانا عبد الحمید صاحب مدظلہ جنہیں خانوادہ ولی اللہی کے علوم و معارف سے خاص شغف ہے کئی اہم کتابیں ان کی تشریح و ترتیب سے شائع ہو چکی ہیں۔ اس مضمون میں خاندانی منصوبہ بندی پر فیہ غوف الاسلام امام ولی اللہ دہلوی کے محققانہ افکار حضرت مولانا نے پیش کئے ہیں ادارہ "الحق" ان کا ممنون ہے۔ اور آئندہ بھی جیسا کہ حضرت مولانا نے وعدہ فرمایا ہے، ملت مسلمہ کے اہم مسائل پر امام ولی اللہ کے نظریات و افکار پیش فرمانے کی توقع ہے۔
ادارہ

خاندانی منصوبہ بندی (FAMILY PLANNING) یا تحدید نسل، ضبط ولادت (BIRTH CONTROL) اور منع حمل وغیرہ خوشنام الفاظ سے موجودہ زمانہ میں جو بالخصوص نظریات کے تحت یورپ اور ایشیا کے اکثر ممالک میں ایک دستور جاری کیا گیا ہے۔ یورپ کی تقلید میں پاکستان بھی اس نظریہ سے متاثر ہوا ہے۔ اور کچھ عرصہ سے اس نظریہ کو عام کرنے کے لئے سرکاری سطح پر بھی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اس نظریہ کی تائید میں بعض اشخاص اور اداروں نے بڑی کوشش کی ہے کہ اس عمل کو صحیح اور مفید ثابت کیا جائے۔ اور انہوں نے اس کو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جائز اور مباح بلکہ نہایت ہی ضروری عمل قرار دیا ہے۔ علما سے اسلام نے بھی اس کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ اور اس یورپین نظریہ کی پُر زور تردید کی ہے۔
قرآن کریم اور حدیث نبوی اور فقہ اسلامی کی روشنی میں اس مسئلہ پر بہت کچھ کہنے کی گنجائش ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ نظریہ جن جذبات یا خیالات سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ان خیالات کو

۱۵ ادھر یورپ میں ہر حقیقت پسند بقرا اور مفکر طبقہ کی نگاہ میں کثرت آبادی کو سیاسی اہمیت حاصل ہے۔ مشہور مورخ دل ڈورانٹ اور ٹائن جی اسے تہذیبی ارتقاء کا اہم سبب قرار دیا ہے۔ پچھلے شمارہ کے ادارہ میں اس مسئلہ کی دفاعی اہمیت پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔

بڑی سختی سے ختم کرنے کیلئے قطعی احکام موجود ہیں۔ اور مسلمان بحیثیت مسلم ہونے کے اس کیلئے کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ قرآن کریم، اور پھر سنت رسولؐ، تعالٰیٰ صحابہؓ کی روشنی میں اس نظریہ کو قطعی طور پر غیر اسلامی قرار دے۔ ”تحدید نسل“ انسانوں کی خوشحالی کی خاطر اختیار کی جاتی ہے۔ اور آبادی کی کثرت کو وسائل کی قلت کیلئے اقتصادی اور معاشی نقطہ نگاہ سے متاثر خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں ”تحدید نسل“ کو ضرور سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر اس کو باقاعدہ معاشی اور اقتصادی منصوبہ بندی کا جزو سمجھ کر ان میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ بات صرف ایک عمل یا کارگزاری نہیں کہ اس کو آسانی سے برداشت کر لیا جائے۔ بلکہ اس کا تعلق اعتقاد اور ایمان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ عمل کے ساتھ۔ جب تک مسلمانوں کے اس اعتقاد مجازم کو متزلزل نہ کر دیا جائے، جو انہیں قرآن اور سنت پر ہے۔ تو اس وقت تک ایسے نظریات پر عمل پیرا ہو کر کامیابی حاصل کرنا مشکل ہے۔ قرآن کریم میں اس بارہ میں بالکل واضح اور صریح آیات موجود ہیں جن پر ہر مسلمان کا یقین راسخ ہے۔ مسلمانوں کا پختہ اعتقاد ہے کہ خلق، ممات اور رزق تینوں کا بلا شرکت غیرے براہ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہے یہ چیزیں اسی کے تسلط اور قبضہ میں ہیں۔ مثلاً:-

۱۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ (اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی)

آیت ۶ سورہ ہود۔

۲۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ۔ (اور آسمان میں تمہاری روزی ہے۔ اور جو تم سے وعدہ

کیا گیا ہے۔) آیت ۲۲ سورہ ذاریات

۳۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْطُرُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ۔ (کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا

ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور ماپ کر دیتا ہے۔

۴۔ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ۔ (کیا کوئی ہے

بنا بوالا اللہ کے سوا روزی دیتا ہے تم کو آسمان اور زمین سے) آیت ۳ سورہ فاطر

۵۔ نَحْنُ تَسْمِنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَنُفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ۔

(ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کی زندگی میں اور بلند کر دئے ان کے درجے بعض کے بعض پر

آیت ۳۳ سورہ زخرف۔

ادھر دوسری طرف نسل انسانی کی کثرت اور اس کا پھیلنا زمین پر مطلوب ہے۔ خداوند کریم نے بطور امتحان کے اس کو ایک عظیم نعمت قرار دیا اور بیدار کر کے الفاظ

سے اس کو ظاہر کیا ہے۔ خداوند کریم کا منشاء نسل انسانی کو زمین پر کثرت سے بکھیرنے اور زیادہ کرنے کی طرف ہے۔ نہ کہ نسل کو کم کرنا اور محدود کرنا۔

پھر قرآن کریم نے مطلق نسل کو خواہ حیوانی نسل ہو یا انسانی نسل ضائع کرنے والے لوگوں کو مفسد قرار دیا ہے۔ سورہ بقرہ آیت ۵۱ ہے :

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ
وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْفَاسِدَ

اور جب وہ پیچھے پھرتا ہے (یا جب حاکم بن جاتا ہے) تو کوشش کرتا ہے زمین پر فساد کرنے کی۔ اور کھیتی اور نسل کو تباہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فساد کو بالکل پسند نہیں کرتا۔

عام مفسرین کرام نے پہلے معنی کو اختیار کیا ہے۔ مگر امام ولی اللہ نے دوسرا معنی اختیار کیا ہے۔ چنانچہ ”فتح الرحمن“ میں اسی طرح ترجمہ کیا ہے۔ ”چوں ریاست پیدا کند“ امام کی تقلید میں آپ کے فرزند ارجمند شاہ رفیع الدین نے بھی دوسرا معنی اختیار کیا ہے۔ وہ اسی طرح معنی کرتے ہیں۔ ”اور جب حاکم ہوتا ہے“ آیت کے سابق و لاحق میں منافقین کی مذمت ہے۔ اور ان کی فساد انگیزیوں کا ذکر ہے۔ ان کی کارستانیاں یہ ہیں کہ موقع ملے تو یہ مسلمانوں کی کھیتیاں اجاڑتے ہیں۔ فصلوں کو آگ لگا دیتے ہیں۔ جانوروں اور مویشیوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ بعض مفسرین کرام نے ذکر کیا ہے کہ نسل سے مراد انسانی اولاد ہے۔ جیسا کہ صاحب روح المعانی علامہ آلوسیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ قطع نظر اس سے آیت کے عمومی الفاظ سے اتنا معاملہ تو بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ نسل انسانی کو تباہ کرنا فساد فی الارض ہے۔ اور خداوند کریم کو یہ کسی طرح پسند نہیں۔ اسی طرح سورہ النعام آیت ۱۴۱ میں ہے :

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ
سَفَهًا بِخَيْرٍ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ
اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا
وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ

بیشک وہ لوگ نقصان اور گھاٹے میں پڑ گئے جنہوں نے اپنی اولادوں کو حماقت اور نادانی سے قتل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نصیب کر رکھا تھا اسے اپنے اوپر حرام کر

لیا۔ اللہ پر افتراء باندھتے ہوئے۔ بیشک یہ لوگ گمراہ ہوئے اور یہ راہ پانے والے نہیں۔

آیت کے دوسرے جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو اولاد ان کو ملنے والی ہو۔ اسے اپنے اوپر حرام قرار دے دیتے ہیں۔ منع محل وغیرہ کے بارہ میں اس آیت کا اشارہ نمایاں ہے۔ اس قسم کے ملعون قوانین خواہ کتنے ہی خوشناما الفاظ سے اور زمین کی بارگاہوں سے اٹھیں ظاہر کیا جائے۔ اس آیت کے نیچے

داخل ہو جاتے ہیں۔ اور آیت کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس طرح کے قوانین خود ساختہ ہیں "افتراء علی اللہ" اور یہ لوگ گمراہ ہیں۔ ان کے پاس کوئی معقول دلیل، صحیح نظریہ حیات، اور قابل عمل فلسفہ نہیں بلکہ محض شیطانی خیالات ہیں جن کے پیچھے یہ جاتے ہیں۔ انسانی روزی کا مالک یہ اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ خالق کائنات خود اس کی منصوبہ بندی کرتا ہے۔ اور وہ ہی اس کا ذمہ دار ہے۔ اسی طرح "اعراف" آیت ۸۶ میں اللہ تعالیٰ نے قوم شعیب کے ذکر میں آبادی کی کثرت کو بطور اتقان کے ذکر فرمایا ہے : **وَ اِذْ كُرِمُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَرَكُمْ**۔ (اور وہ وقت یاد کرو جب تم معوڑے پھر خدا تعالیٰ نے تمہیں تعداد میں زیادہ کر دیا۔)

سورۃ النفال آیت ۲۶ میں خود مسلمانوں سے خطاب فرمایا ہے :

وَ اِذْ كُرِمُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعِفُوْنَ
فِي الْاَرْضِ۔ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّشْخَطَكُمُ
النَّاسُ فَاَوَاكُمُ وَاَيَّدَكُمُ بِبَصَرِهٖ
وَزَنَّاكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ط۔

اور یاد کرو اس حالت کو جبکہ تم بہت کم تھے
اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے
اور ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک
نہ لیں۔ پھر خدا نے تمہیں جگہ دی اور اپنی نصرت
سے تمہاری تائید کی اور تمہیں ستمی چیزوں
سے روزی عطا کی تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

اس آیت سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ قلت آبادی اور تعداد کی کمی سے ہر وقت خطرات کا سامنا رہتا ہے۔ خواہ دشمن کا مقابلہ ہو یا دوسری حالتیں ہوں۔ آبادی کی کثرت ہی بہت سے معاملات میں فیصلہ کن ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس قلت آبادی ہمیشہ مقہور و مغلوب اور ایک قسم کی غلامانہ ذہنیت کا شکار ہو کر ہر وقت خطروں کا شکار رہتی ہے۔

خیر یہاں ہم اس زاویہ سے کچھ عرض نہیں کرتا چاہتے۔ یہاں تو مقصد صرف یہ ہے کہ اس نظریہ کے بارہ میں امام دلی اللہ دہلویؒ کے افکار پیش کئے جائیں۔ صرف تمہید کے طور پر یہ چند جملے ہم نے لکھ دیے۔ تاکہ غور و فکر کرنے والے حضرات اچھی طرح اس مسئلہ کے بارہ میں سوچیں۔

حضرت حکیم الامتہ امام دلی اللہ دہلویؒ اپنی مشہور کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" کے ایک باب میں فرماتے ہیں۔ "جان لو کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو مدنی الطبع (تمدن پسند) بنایا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ نوع انسان کے بقا کے ساتھ بذریعہ توالد و تناسل متعلق ہوا تو ضروری ٹھہرا کہ شریعت حصول نسل کیلئے مؤکد طور پر رغبت و التماس کے قیام کو لازم کر دے اور ان تمام اسباب سے

شدید طور پر منع کر دے جو قطع نسل کی طرف سے جانے والے ہوں حصول نسل کا سب سے بڑا سبب جس کی وجہ سے نسل انسانی وجود میں آتی ہے۔ اور وہ حصول نفس نسل پر انسانوں کو برائی گنہگار کرنے والا ہے۔ وہ سبب شہوت فرج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو انسانوں پر مسلط کر دیا ہے۔ اب یہ شہوانی جذبہ انسانوں کو مغلوب کر دیتا ہے۔ اور اس پر اس طرح چھا جاتا ہے کہ اس کو نسل کی تلاش میں دبا کر مقہور و مغلوب کر دیتا ہے۔ خواہ انسان اسے چاہیں یا نہ چاہیں۔ اب اگر اس طرح رسم جاری ہو جائے کہ لوگ ا غلام کے ذریعے ہی شہوت رانی کرنے لگ جائیں۔ تو یہ رسم اللہ تعالیٰ کے جاری کئے ہوئے قانون میں تبدیلی اور تغیر ہوگا۔ اس لئے کہ وہ چیز جو انسانوں پر مسلط کی گئی تھی۔ تاکہ مقصود حاصل کرنے میں تعاون ہو یہ طریقہ اس سے مانع ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں نہایت برسی اور قبیح چیز یہ ہوگی کہ لڑکوں سے ا غلام کرنا شروع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں دو طرفہ اللہ کی پیدائش میں تبدیلی لازم آتی ہے۔ اور مردوں کا زنا نہ پن اختیار کر لینا بڑے خصائل کے سلسلہ میں نہایت بدترین اور قبیح خصلت ہے۔

اسی طرح دیگر اسباب انقطاع نسل بھی قبیح ہیں۔ چنانچہ امام دلی اللہ نہایت ہی صراحت سے فرماتے ہیں :

اور اسی طرح اعضاء تناسل کو قطع کرنے کا	وَكُذَلِكَ جَرِيَانُ الرَّسْمِ بِقَطْعِ
طریقہ جاری کرنا۔ اور ان ادویہ کو استعمال	أَعْضَاءِ النَّسْلِ وَاسْتِعْمَالِ الْأَدْوِيَةِ
کرنا جو قوت باہ کو قطع کرتی ہیں۔ اور اسی طرح	الْقَاجِعَةِ لِلْبَاءَةِ وَالتَّبَلِّ وَغَيْرِهَا
ترک دنیا (رہبانیت اور ترک نکاح) وغیرہ	تَغْيِيرُ الْخُلُقِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَتَنْهَى النَّبِيُّ
یہ سبب اللہ کی پیدائش کو تبدیل کرتا ہے۔ اور	صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذَلِكَ
نسل کی طلب کو ترک کرنا ہے۔ اس لئے بنی	(باب آداب المباشرة)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے ان کے ادبار میں جماع نہ کرو۔ جو شخص عورت کی دُہریں جماع کرے وہ ملعون ہے۔ اور اسی طرح خصی بننے سے اور ترک دنیا (رہبانیت) اور بے کار ہونے سے بھی آپ نے منع فرمایا۔ جس کا ذکر بکثرت احادیث میں موجود ہے۔ اس کے بعد اسی باب میں امام دلی اللہ عدل والی حدیث کا ذکر کر کے اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں اشارہ ہے۔ اگرچہ قطعی طور پر

اسے حرام نہیں کہا گیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ مصالح مختلف ہوتے ہیں۔ (انسانوں کی مصالحتیں مختلف ہوتی ہیں۔)

پس لونڈی کے بارہ میں اس کے مالک کی ذاتی مصالحت اس کا تقاضا کرتی ہے کہ عدل کرے (کیونکہ لونڈی کے حاملہ ہو جانے اور پھر اولاد پیدا ہونے کی صورت میں وہ لونڈی اپنے مالک کی خدمت نہیں کر سکے گی۔ اس لئے عدل مناسب ہوگا۔) اور نوعی مصالحت یہ چاہتی ہے کہ یہ عدل نہ کرے تاکہ کثرت سے اولاد پیدا ہو۔ اور نسل قائم رہے۔

امام ولی اللہؒ اس سلسلہ میں ایک ضابطہ بیان کرتے ہیں جو نہایت ہی قابلِ قدر ہے۔ فرماتے ہیں:

وَالنَّظَرُ إِلَى الْمَصْلَحَةِ النَّوَعِيَّةِ أَرْحَمُ
مِنَ النَّظَرِ إِلَى الْمَصْلَحَةِ الشَّخْصِيَّةِ
فِي عَامَةِ أَحْكَامِ الشَّرِيعَةِ وَالتَّكْرِيسِ
اور مصالحت نوعی کا لحاظ کرنا اللہ تعالیٰ کے
عام احکام شرعیہ اور احکام مکرانیہ میں
زیادہ رائج ہے بہ نسبت مصالحت شخصی کے۔

نَجْمَةُ اللَّهِ الْبَالِغَةُ "باب تدبیر المنزل میں حدیث تَرْجُو الْوُلُودَ الْوَدُودَ خَاتَمُ مَكَاشِرُ بَكَمِ
الامم۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نکاح کرو ایسی عورتوں سے جو محبت کرنے والی اور کثرت سے
اولاد بخنے والی ہوں۔) پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَوَادِ الْوُجُعِينَ بِهِ تَتِمُّ الْمَصْلَحَةُ
الْمَنْزِلِيَّةُ وَكَثْرَةُ النِّسْلِ بِهَا
تَتِمُّ الْمَصْلَحَةُ الْمَدِينِيَّةُ وَالْمِلِّيَّةُ
یعنی پوری خاوند کا آپس میں محبت کرنا یہ وہ
چیز ہے جس سے مصالحت منزلیہ پوری
ہوتی ہے اور کثرت نسل سے مصالحت مدنیہ
اور مصالحت ملیہ پوری اور کامل ہوتی ہے۔

اسی طرح نجمۃ اللہ البالغۃ کے ایک دوسرے باب میں امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

"خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ لوگوں کے سامنے ان چیزوں کو اچھی طرح بیان کر دیں جو سلسلہ عبادات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بذریعہ وحی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے تاکہ انہیں لوگ لے لیں۔ اور اسی طرح گناہ اور آثام کے قبیلے کی چیزیں بھی بیان کر دی گئی ہیں تاکہ لوگ ان سے اجتناب کریں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جن ارتفاقات کو لوگوں کے لئے پسند فرمایا ہے وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیے ہیں تاکہ لوگ انہیں اختیار کر لیں۔ اور انہیں اپنا کر ان کی اقتدا کریں۔"

اس سلسلہ میں شریعت کے بہت سے اصول و ضوابط ہیں جنہیں اصولوں میں سے ایک

اصل (قانون) یہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا دستور قدرت اسی طرح جاری کیا ہے کہ اسباب (علل) کا سلسلہ اس نے قائم فرما دیا ہے۔ تاکہ وہ مسببات (اور معلول) تک پہنچاتے رہیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور رحمت تمامہ سے جو مصلحت مقصود ہے وہ پوری ہو کر رہے۔ تو اس کا اقتضایہ ظہر کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو تبدیل نہ کیا جائے۔ ان کے اندر تبدیلی خلاف مصلحت، شر اور فساد فی الارض ہے۔ چنانچہ امام ولی اللہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

اِقْتَضَىٰ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ تَغْيِيْرًا خَلْقِ اللّٰهِ
اقتضایہ ہوا کہ خلق اللہ میں تغیر نہ ہوگا۔ اور

شَرٌّ اَوْ سَعْيًا فِي الْاِفْسَادِ فَسَبَبًا لِّتَرْشِيْعِ
زمین پر فساد پھیلانے کی کوشش ہوگی۔ اور

الذَّرْعَةُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی۔
یہ سبب ہوگا کہ ملا اعلیٰ کی طرف سے ایسے

شخص پر نفرت (لعنت) کا ترشح (نیزول) ہو۔

اس تمہید کے بعد امام ولی اللہ فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ اس کی پیدائش اس طرح نہیں ہوتی جس طرح دیگر کیرٹے کوڑوں کی پیدائش زمین سے ہوتی ہے۔ (بلکہ نر و مادہ تناسل کے ذریعہ انسان وجود میں آتے ہیں۔) اور اللہ تعالیٰ کی حکمت چاہتی ہے کہ نوع انسانی (زمین پر) باقی رہے۔ (صرف اس کا بقاء ہی نہیں) بلکہ اس کے افراد زیادہ سے زیادہ خوب پھیلیں پھولیں اور عالم میں ان کا انتشار اور کثرت ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تو اسے تناسل انسان میں رکھ دئے۔ اور ان کو ترغیب دی کہ وہ نسل طلب کریں۔ اور غلبہ شہوت ان پر مسلط کر دیا۔ تاکہ اس طرح اللہ تعالیٰ اس راستہ کو پورا کر دے جس کو اس کی حکمت بالغہ چاہتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس راستے آگاہ فرما دیا۔ اور آپ پر حقیقت حال روشن کر دی۔ تو اس کا تقاضا تھا کہ اس راستہ (بقا اور انتشار نسل انسانی) کو قطع کرنے سے منع کیا جائے۔ اور اسی طرح ان قوتوں کو بھل چھوڑ دینے سے بھی روک دیا جائے جو اس امر مطلوب (انتشار نسل) کا تقاضا کرتی ہیں۔ اسی طرح ان قوتوں کو سب سے پہلے صرف کر دئے۔ اس سے بھی منع کیا جائے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شخصی ہونے سے شدت کے ساتھ منع کر دیا۔ اور راطت کو ملعون فعل قرار دیا۔ اور عدل کو بھی ناپسند فرمایا۔

خوب اچھی طرح جان لو کہ نوع انسان کے افراد کا مزاج جب صحیح سلامت ہو۔ اور ان کا مادہ (جسمانی ساخت) نوعی احکام ان کے اقرار پر جاری کرنے سے مانع نہ ہو۔ اور یہ اس طرح کہ افراد انسانی کو جو ہیئت و صورت یا خصوصیات عطا کی ہیں۔ جیسے مستقیم القامت ہونا اور ظاہری

جلد کا نمایاں ہونا (اور اسی طرح نا طاق ہونا) اس پر انسان پورے اتریں۔ نوع انسانی کی اس حیثیت و خصوصیت کو سب جانتے ہیں۔ اور جب انسان اس کے مطابق پورے اتریں تو نوعی احکام جاری ہوں گے۔ اور یہی انسان کے افراد کا نوعی حکم اور اس کا مقتضا اور اثر ہے اس کے افراد میں۔ اور اوجہ مقام عالی (حظیرۃ القدس) میں اس بات کی طلب اور تقاضا پایا جاتا ہے کہ انواع باقی رہیں اور ان انواع کے اشباح (اشکال و افراد) زمین پر پائے جائیں۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کتوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور پھر (کچھ عرصہ کے بعد جب وہ لوگ پر دی طرح کتوں سے متنفر ہو گئے۔ کتوں کے ساتھ غیر نظری لگاؤ اور محبت جو جاہلیت کے زمانہ میں لوگوں کے اندر پائی جاتی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہی ختم کرنا چاہتے تھے) آپ نے ان کے قتل کرنے سے منع کر دیا۔ اور یہ فرمایا کہ ”یہ کتے بھی امتوں میں سے ایک امت ہیں۔“ یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ایک نوع ہیں اور ان کی نوع کا تقاضا اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ باقی رہیں۔ اب ان کے اشباح اور افراد کا زمین سے مٹا دینا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگار نہیں۔ اور یہی نوعی اقتضا اس طرف سے جاتا ہے کہ افراد میں نوعی احکام پائے جائیں۔ پس۔۔۔

فما قصصہ ہذا الاقتضاء والسعی

فی ردح قبیح منافقہ للبصاۃ الخلیۃ

اس کو رد کرنے کی کوشش کرنا نہایت ہی قبیح ہے اور مصالحت کلیہ کے بالکل خلاف ہے۔

اور اسی قاعدہ (قانون) سے یہ حکم بھی نکالا جاتا ہے کہ انسان کے جسم میں ایسا تغیر کرنا جو نوعی حکم کے خلاف ہو یہ بھی خبیث کرنا یا مصنوعی طور پر برقی حاصل کرنے کیلئے دانتوں کو تراوا کر ان میں فاصلہ بنانا۔ یا چہرے کے بالوں کو اکھاڑنا۔ نا جائز اور قبیح ہے۔ (ایسا کرنے والوں کے متعلق حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے) البتہ سرمہ لگانا۔ یا بالوں میں کنگھی پھیرنا یہ نوعی احکام جو مقصود ہیں ان کے ظہور کے لئے امانت ہے۔ اور نوعی احکام کی موافقت ہے نہ کہ مخالفت۔۔۔

حجۃ اللہ البالغہ کے باب اللباس والزیۃ میں امام ولی اللہ نے حدیث لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمنشہر مائتہ من النساء بالرجال۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔ اور اسی طرح ایسی عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں) پر بحث کرتے ہوئے یہی

ثابت کیا ہے کہ مرد اور عورت ہر ایک کا اپنے اپنے فطری اور طبعی اقتضاء کے تحت رہنا ہی حکمت الہی میں مطلوب ہے اس سے باہر فکنا بُرے نتائج پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ حکیمانہ طریق پر فرماتے ہیں :

الاصل فی ذالک ان اللہ تعالیٰ خلق کل نوع وصنف مقتضیاً بظہور احکام فی البدن۔ کالرجال تلحقہ دالنساء لیصغین الی نوع من الطرب والخفۃ۔ فاقضاءها للاحکام لمعنی فی المبدع هو البعینہ کسراہیۃ اصدا دھا۔

اصل بات اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نوع اور ہر صنف کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ وہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کے احکام بدن میں ظاہر ہوں جیسا کہ مردوں میں ڈاڑھی کا ظاہر ہونا۔ اور عورتوں کا ایک قسم کی خفیت اور خوشی کی طرت میلان کرنا۔ اب ان انواع و اصناف کا احکام کو چاہنا اور تقاضا کرنا اس معنی کے لئے جو ان کے مبدع میں پایا جاتا ہے۔ بعینہ یہی تقاضا ان احکام کی اصدا د کی کراہت کو چاہتا ہے۔

وذاک کان الرضی بقاء کل نوع وصنف علی ما لقتضیہ فطرۃ وکان تغیر الحق سبباً للبعین۔ فطرت چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو تبدیل کرنا لعنت کا سبب بن جائے گا۔

اسی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑی کے ساتھ گدھے کی جفتی کرانے کو ناپسند فرمایا ہے۔

اب زینت کے سلسلہ میں بعض قسم کی زینت تو وہ ہیں جو طبیعت اور فطرت کی تقویت کا سبب بنتی ہیں اور طبیعت اور فطرت کو نکھارنے کے لئے راہ ہموار کرتی ہیں۔

اور اس کو اس پر چلاتی ہیں جیسے سرمہ لگانا، کنگھی کرنا، یہ چیزیں محبوب اور پسندیدہ ہیں۔

اور بعض زینتیں وہ ہیں جو طبیعت اور فطرت کے فعل کے بالکل خلاف، مبائن

ومنہا ما یکون کالمبائن لفعلا کا اختیار انسان ہیئتہ الذی دابہ